Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ، ۳۱ امان ۱۳۶۹ ہش، ۳۱ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۷۳

سو سالہ تجربہ

"جماعت احمدیہ کا سو سالہ تجربہ ہے — کہ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں خرچ کیا ہے خدا تعالیٰ نے ان کو بے حساب عطا فرمایا ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز الفضل ۸ مارچ ۱۹۹۰ء صہ کالم ۲)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اس کی راہ میں بہت سے کانٹے ہیں۔ جب انسان دنیا میں آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بے ہوشی میں گزر جاتا ہے۔ یہ بے ہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ "بچہ" ہوتا ہے اور اس کو دنیا اور اس کے حالات سے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ وہ بے ہوشی تو نہیں ہوتی۔ جو بچپن میں تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس ہوش کے دنوں میں بھی بے ہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امارہ غالب آ جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر لاعلمی آ جاتی ہے اور حواس میں اور دوسرے قویٰ میں فتور آنے لگتا ہے۔ یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہے۔ بہت سے لوگ اس زمانہ میں بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں میں جنوں کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے بہت سے خاندان ہیں کہ ان میں ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس میں فتور آ جاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قویٰ کی کمزوری اور طاقتوں کے ضائع ہو جانے سے انسان ہوش میں بے ہوش ہوتا ہے اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہیں تین زمانوں پر ہے اور یہ تینوں ہی خطرات اور مشکلات میں ہیں۔ پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لیے کس قدر مشکل مرحلہ ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵)

نیکی کے دور سے فائدہ اٹھانا چاہیئے

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

"بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان پر نیکی کا دور آتا تو ہے مگر نیکی کرنے سے پہلے ان کی نیت میں فرق آ جاتا ہے اور وہ نیکی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک لطیفہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں کوئی پٹھان ایسے علاقہ میں چلا گیا جہاں کھجوروں کے درخت تھے۔ اس کے اپنے ملک میں تو کھجور ہوتی نہ تھی۔ دوسرے پھل ہوتے تھے اس نے کسی باغ میں کھجوروں کے درخت اور ان پر کھجوریں پکی ہوئی دیکھیں تو دل میں خیال آیا کہ یہاں جو کھجوریں کاٹی ہیں خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہیں سے کیوں نہ کھا لوں۔ یہ سوچ کر وہ باغ کے اندر گھس گیا، اور کھجور کے درخت پر چڑھ گیا۔ اور چڑھ کر کھجوریں کھاتا رہا۔ جب سیر ہو گیا تو نیچے اترنے کا ارادہ کیا مگر مشکل یہ پیش آئی کہ کھجور پر چڑھنا تو آسان ہوتا ہے۔ اترنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ جب اس نے اترنے کا ارادہ کیا اور نیچے دیکھا تو ہوش اڑ گئے۔ کیونکہ زمین بہت دور نظر آتی تھی، کانپنے لگ گیا۔ اور گھبرا کر نیت کی کہ اگر میں صحیح سلامت نیچے اتر گیا تو خدا کی راہ میں ایک اونٹ قربان کروں گا۔ یہ نیت کر کے آنکھیں بند کر لیں اور اترنا شروع کر دیا۔ جب وہ تھوڑا سا اتر چکا تو آنکھیں کھول کر دیکھا تو زمین پہلے سے ذرا نزدیک نظر آئی۔ اس پر دل میں کہنے لگا میں نے اونٹ کی قربانی کا وعدہ کرتے میں سخت غلطی سے کام لیا ہے اور اونٹ کی قربانی ہے بھی بہت زیادہ۔ اس لئے میں قربانی تو ضرور دوں گا۔ لیکن اونٹ کی بجائے گائے کی قربانی دوں گا۔ یہ کہہ کر پھر آنکھیں بند کیں اور اترنا

باقی صہ ۸ کالم ۱ پر

○ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ نصیر الدین صاحب ربوہ کا سی ایم ایچ لاہور میں اپریشن ہو رہا ہے۔ ان کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

○ مکرم شیخ محمد انور صاحب قائد ملتان ڈویژن کے بازو پر فریکچر ہو گیا تھا ڈاکٹر نے اپریشن تجویز کیا ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر عبدالمومن صاحب جیدران فضل عمر ہسپتال ربوہ کی نسبتی ہمشیرہ محترمہ منصورہ باسط صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالباسط صاحب آف کراچی بچے کی پیدائش کے بعد لاڑکانہ میں شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم مستری عبداللطیف صاحب (جہلم) ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں انہیں بغرض علاج راولپنڈی لے جایا گیا ہے۔

○ مکرم مظفر احمد صاحب (میرپور خاص) کاروبار میں ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ مکرم محمد اسلم صاحب بیت الذکر کبوتراں والی بینائی سے محروم ہیں۔ علاج جاری ہے۔

○ مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ ملک جلال دین صاحب بعارضہ بلڈ پریشر اور شوگر بیمار ہیں۔

مکرم سید بشیر حسین صاحب بلڈ پریشر اور دیگر عوارض میں مبتلا ہیں۔

مکرم محمد کشور خان صاحب امیر جماعت احمدیہ مردان نرینہ اولاد کے حصول کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

مکرم محمود احمد صاحب (مشہور دواخانہ) کی اہلیہ گردوں کی تکلیف کے باعث علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ	قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۱ امان ۱۳۶۹ ہش ۔۔۔ ۳۱ مارچ ۱۹۹۰ء

ایمان کی شعاعیں

بُرائی کو تو شائد انسان چُھپا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا کہ بُرائی دنیا میں پھیلے۔ لیکن کسی شخص کے لئے اپنی نیکی کو چھپانا بہت مشکل ہے۔ اور اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نیکی پھیلے۔ اس لئے اگر انسان اپنی نیکی کو عجز و انکسار کی وجہ سے چُھپانا بھی چاہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیئت کو پورا کرنے کے لئے اس نیکی کو سامنے لے آتا ہے اور لوگوں میں اس شخص کی اور اسکی نیکی کی مقبولیت پیدا کر دیتا ہے۔

اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے گذشتہ دنوں حضرت امام جماعت (اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ کی مدد فرماتا رہے) نے ایک خطبہ میں جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ایمان والوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو ہمیشہ دوسروں کو عطا کرتے رہتے ہیں۔ یعنی چاہے از خود کوشش کر کے اس بات پر عمل پیرا ہوں یا اگر وہ خود ایسا نہ کر سکیں تو اللہ تعالےٰ ان کے ایمان کی شعاعوں کو دوسروں تک پہنچاتا رہتا ہے۔ بے شک ایمان اور نیکی کی شعاعیں ہماری جسمانی آنکھوں کو تو نظر نہیں آتیں لیکن اس بات سے انکار کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ یہ شعاعیں ہوتی ہیں اور دوسروں کو متأثر کرتی ہیں۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ نیکوں کی صحبت میں رہو آہستہ آہستہ تم خود انکی طرح نیک بنتے چلے جاؤ گے۔ اور قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کا یہ واقعہ تو ہم سب کو معلوم ہے کہ جب ایک طالب علم نے بتایا کہ اس کے خیالات دہریوں جیسے ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اس سلسلہ میں کالج میں کسی سے بات تک نہیں کرتا تو حضور نے فرمایا کہ وہ اپنی سیٹ بدل لے۔ مطلب یہ تھا کہ یہ اس کے سیٹ فیلو کا اثر تھا کہ اس سیٹ فیلو کے خیالات اس نوجوان کے دل پر اثر کر رہے تھے۔ اور واقعی جب اس نے سیٹ بدلی تو اس کے خیالات بہتر ہونے شروع ہو گئے۔

حضرت امام جماعت کے اس ارشاد کو ہم سب کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اور دیکھتے رہنا چاہیئے کہ ہمارا ایمان بڑھتا رہے تاکہ اس کی شعاعیں دوسروں پر بھی پڑیں اور ہمارے کام زیادہ پُر تاثیر ہو جائیں خصوصًا دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں۔

بھائی کا بھائی گر گلا کاٹے\
کِس کو ہمسائیگی کا ہوگا خیال\
قوم کے لوگ سوچ کر دیکھیں\
اس کا کتنا ہے خوفناک مآل

الوالاقبال

بات جب کوئی منہ سے بولیں ہم\
چاہیئے اس کو پہلے تولیں ہم

نفرتوں کے چراغ گُل کر دیں\
انگبیں گفتگو میں گھولیں ہم

جن سے پیدا ہو اِضطراب عمل\
وہ نئے ولولے سموئیں ہم

جس کے سائے کی کل ضرورت ہے\
وہ شجر آؤ آج بو لیں ہم

مت کرو دوسروں کے عیب تلاش\
چاہیئے اپنا مَن ٹٹولیں ہم

تہہ میں ملتے ہیں گوہرِ نایاب\
لبِ دریا کے ہی نہ ہو لیں ہم

آؤ سیلاب اشک سے نادرؔ\
گرد جو جم گئی ہے دھولیں ہم

نادرؔ قریشی

میٹرک کے طلباء کیلئے خدمتِ دین کا سنہری موقع

"وہ طلباء جو میٹرک کا امتحان دے کر فارغ ہیں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دو ہفتہ سے لے کر چھ ہفتہ تک وقف عارضی کر کے خدمتِ دین کے اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور تحریک تعلیم القرآن و وقف عارضی کی رُوحانی برکتوں سے مستفیض ہوں۔

فارم وقف عارضی نظارت ہذا یا صدر جماعت / حلقہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

عبدالقدوس خان مغنی

حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب

سابق ناظر مال و دعوت الی اللہ

حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب یوپی کے ایک بہت بڑے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے یوپی کا مشہور شہر قائم گنج آپ کے آباؤ اجداد نے آباد کیا تھا آپ نے بی ایس سی علی گڑھ یونیورسٹی سے کیا بی ایس سی کے بعد آپ نے جب احمدیت قبول کی تو سب کچھ چھوڑ کر سلسلہ عالیہ کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی کچھ عرصہ سکول ٹیچر رہے بعد میں جب نظارتیں قائم ہوئیں تو آپ کو ناظر مال کا قلمدان ملا۔ بعد میں ناظر دعوۃ الی اللہ کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ ذیل میں خاکسار حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب کیمتعلق سلسلہ کے بعض احباب کی تحریروں سے اقتباسات دے رہا ہے جن سے حضرت مولوی صاحب کی نیکی سلسلہ سے محبت نظام قدرت ثانیہ سے پیار اور اپنے کام کی لگن ظاہر ہوتی ہے۔ یہ اقتباسات ہمارے گھر میں موجود ایک رجسٹر میں درج شدہ موجود ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رقمطراز ہیں "مصائب میں صبر و برداشت کی بھی مولوی صاحب موصوف میں غیر معمولی طاقت تھی جب ان کا جوان بچہ فوت ہوا اور اس کا جنازہ لاہور سے ربوہ لا رہے تھے تو اتفاق سے اس سے ایک دو روز پہلے حضرت فضل عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا جب مولوی صاحب جنازہ کیساتھ ربوہ میں داخل ہو رہے تھے تو کسی دوست نے جسے ان کے بچہ کی وفات کا علم نہیں تھا بچہ کی خیریت پوچھی مولوی صاحب نے کمال صبر و ہمت سے کہا پہلے حضرت صاحب کا حال بتاؤ۔ جب بتایا گیا کہ حضرت صاحب کا حال بہتر ہے تو پھر جنازہ کی طرف اشارہ کر کے جو پچھلی موٹر میں آ رہا تھا چشم پُرآب ہو گئے غرض بہت قابل قدر دوست تھے۔"

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری تحریر فرماتے ہیں۔ "میں نے خاص طور پر یہ بات دیکھی اور اس کا عینی شاہد ہوں کہ وہ اپنے احمدی بھائیوں سے خواہ وہ دیہاتی کیوں نہ ہوں ایسے گھل مل جاتے تھے جیسے ان کے خاندان کے ایک فرد ہوں اور جیسے بالکل ان ہی کی طرح ان ہی میں سے ہوں اور ان کا اس طرح گھل مل جانا لوگوں پر بہت اثر کرتا تھا لوگ حیران ہوتے تھے کہ یہ ایک ناظر ہو کر ہم جیسے دیہاتیوں سے اس طرح بے تکلف ہیں۔ کلیانپور ضلع لائل پور کے ایک زمیندار جن کے ذمے مبلغ بیس روپے چندہ تھا۔ لیکن وہ صرف دس روپے دینے کیلئے آمادہ تھے اور اس سے ایک پیسہ بھی زیادہ دینے کے روادار نہ تھے میرے اور لوگوں کے سمجھانے بجھانے پر پندرہ روپے دینے کیلئے تیار ہو گئے مگر پورا چندہ یعنی بیس روپے کسی طور پر بھی دینے کیلئے تیار نہ تھے آخر کار میں بھی ان سے ناراض ہو گیا اور وہ بھی غصہ میں آ کر کہنے لگے اچھا جاؤ میں کچھ بھی نہیں دیتا لیکن حضرت مولوی صاحب نے ان کو بٹھا لیا اور ایسی باتیں کیں کہ اس نے خوش ہو کر بیس روپے پورا کا پورا چندہ ادا کر دیا اور کہنے لگا کہ میں نے ایسا ناظر کوئی نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت مولوی صاحب فرمانے لگے کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں میں تو صرف آپ لوگوں کا حساب کتاب رکھتا ہوں حساب دار ہوں۔"

مکرم و محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے اپنے تاثرات کچھ اس طرح قلمبند کئے ہیں۔ "حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب قائم گنج ضلع فرخ آباد کے رہنے والے تھے میں نے انہیں ناظر مال کی حیثیت میں کام کرتے دیکھا وہ نہایت احتیاط محنت اور اخلاص سے بجٹ تیار کرتے اور مشاورت میں پیش کرتے۔ طبیعت میں ایک موہ لینے والا انکسار تھا اور ہر امر میں رفق سے کام لیتے ان دونوں خصوصیتوں میں وہ ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اس لئے جماعت کے دوست ان کے ساتھ ہر طرح تعاون فرماتے اور وہ اپنے فرائض کو بفضل خدا اور بتوفیق ایزدی کامیابی سے سرانجام دیکر اپنے خالق کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ ہمارے بجٹ اور اسکی کامیابی کے معماروں میں ان کا ایک بہت بلند مقام ہے۔"

محترم برکات احمد صاحب راجیکی درویش ناظر امور عامہ قادیان تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب اپنے خلوص۔ تقویٰ اور خدمات سلسلہ کے اعتبار سے جماعت میں نہایت بلند مقام رکھتے تھے گو آپ رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ نہ تھے اور بعد میں سلسلہ سے منسلک ہوئے لیکن آپ ان بابرکت مخلصین میں سے تھے جو بعد میں آ کر بہت سے پہلے آنے والوں سے آگے نکل گئے۔"

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب لکھتے ہیں۔ "میری طبیعت پر جو اثر حضرت مولوی صاحب کے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ آپ بہت خاموش طبع اور حلیم الطبع تھے۔ بچوں سے بہت شفقت اور پیار سے پیش آتے نہایت سادہ طبیعت رکھتے تھے بڑے باوقار اور متین تھے اور دینی کاموں اور عبادات میں بہت شغف تھا۔"

محترم جناب عبدالحمید صاحب عاجز ناظر مال قادیان لکھتے ہیں "حضرت مولوی صاحب کا شمار ان پرانے بزرگوں اور جاں نثاروں میں ہوتا ہے۔ جو دنیاوی اغراض سے بکلی انقطاع کر کے قادیان میں خدمت دینیہ کیلئے حاضر ہو گئے اور جنہوں نے آخر دم تک اپنے مقدس عہد کو عملی طور پر پورا کر کے یہ ثابت کر دیا کہ صدق و وفا کی راہ پر گامزن ہونے والوں کو اپنی زندگی کس رنگ میں گذارنی چاہیے۔"

محترم جناب فیض احمد صاحب انسپکٹر مال تحریر فرماتے ہیں۔ "ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ماہ فروری۔ مارچ ۱۹۴۳ء میں خاکسار حضرت مولوی صاحب کے دورہ بحیثیت ناظر مال ضلع منٹگمری، ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں ہمرکاب تھا۔ سفر میں ایک مقام پر اگلی جماعت کو اپنے آنے کی اطلاع دینی تھی۔ حضرت مولوی صاحب نے زبانی الفاظ بول کر مجھ سے جماعت کے نام خط لکھوایا اور اس میں یہ الفاظ تھے کہ ہم فلاں دن فلاں وقت موٹر کے ذریعے آپ کے پاس پہنچیں گے میں نے عرض کیا کہ وہاں تو موٹر جاتی ہی نہیں اسلئے موٹر کا لفظ مناسب نہیں بلکہ لاری ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا رہنے دیں یہی ٹھیک ہے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ جب ہم اس جماعت کو روانہ ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے موٹر کا انتظام کر دیا اور مجھے فرمانے لگے کہ آپ تو کہتے تھے کہ موٹر کا لفظ کیوں لکھا ہے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے موٹر مہیا کر دی۔"

مکرم و محترم جناب فضل احمد صاحب بٹالوی رقمطراز ہیں۔ "کام کے متعلق تو مجھے یاد ہے کہ وہ اتنا انہماک رکھتے تھے کہ حضرت فضل عمر نے ایک دفعہ فرمایا کہ خدمت سلسلہ میں انہوں نے اتنا فکر اور محنت سے کام کیا ہے کہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں ان کے بال سفید ہو گئے ہیں۔"

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حادثۂ جدائی کا صبر کا وسیلہ ہے
پھر بھی میری پلکوں کا صحن گیلا گیلا ہے

خوف سے لباسوں نے جسم اوڑھ رکھے ہیں
دوستی کا پتھر بھی کسقدر نوکیلا ہے

داد کیا ملے مجھ کو میں تو یک و تنہا ہوں
آپ کی حمائت میں آپ کا قبیلہ ہے

چین خواب کی صورت اُڑ گیا مقدر سے
مفلسی کے بھالے نے دل کو ایسا چھیلا ہے

تھی کہاں جبیں تیری یوں شکن شکن پہلے
انقلاب کیا آیا تو جو لال پیلا ہے

گر کبھی جو رستے میں سامنا ہو قدسی کا
بولنا تحمل سے آدمی غصیلا ہے

عبدالکریم قدسی

ہیں ہمنشیں جواں اپنی اگرچہ رات بھاری ہے
صبح نو کے سانسوں کی سب مہک ہماری ہے

دسترس میں رہتا ہے کارواں زمانے کا
وہ صدی ہماری تھی یہ صدی ہماری ہے

وار دی ہے جاں ہم نے کچھ ثواب پانے کو
یہ سلسلہ چلانا تو خدا کی ذمہ داری ہے

اپنی دُھن میں رہتے ہیں مست ہم قلندر ہیں
جیت بھی ہماری ہے مات بھی ہماری ہے

بے خبر نہیں ہے وہ چاہتوں کی شدت سے
رات ساری چاند نے بھی یہیں کہیں گزاری ہے

امۃ الباری ناصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرفان احمد خان۔ جرمنی

جشن تشکر کے سال

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی

جرمنی کے دو شہروں کے میئروں سے ملاقات

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی یہ خوش نصیبی ہے کہ جشنِ تشکر کے سال میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) نے دو بار جماعت جرمنی کا دورہ فرمایا۔ پہلی بار حضور جلسہ سالانہ مغربی جرمنی (منعقدہ ۲۱-۲۰-۱۹ مئی) میں شرکت کی غرض سے جرمنی تشریف لائے اور دوسری بار خدام الاحمدیہ کے یورپین اجتماع منعقدہ ۱۷-۱۶-۱۵ ستمبر میں خطاب اور تربیتی دورہ پر حضور جرمنی تشریف لائے۔ اس دورہ کے دوران حضور نے اجتماع میں خدام سے خطاب کے علاوہ جرمنی کے اہم شہر فرنکفرٹ اور ہیمبرگ کے نزدیک ایک شہر نارڈن سٹیڈ NORDENSTEDT کے میئروں سے ملاقات بھی فرمائی۔ ان ملاقاتوں کی تفصیل پیش خدمت ہے:

حضور کی فرنکفرٹ کے میئر سے ملاقات

حضور ایدہ اللہ کے صد سالہ جشن تشکر کے سال کے دورۂ جرمنی کے پروگرام کا ایک اہم حصہ صد سالہ جوبلی کے سال ۱۹۸۹ء میں فرنکفرٹ کے میئر DR. HANS JURGEN MOOG سے ملاقات کرنا شامل تھا۔ اس ملاقات کے لئے ۱۵ ستمبر بروز جمعہ ۱۱ بجے کا وقت مقرر تھا۔ چنانچہ حضور اسی روز ۱۱ بجے سے ذرا قبل فرنکفرٹ کے ٹاؤن ہال میں تشریف لائے۔ جہاں پر چیف پروٹوکول آفیسر مسٹر VOUSS نے آگے بڑھ کر حضور کی کار کا دروازہ کھولا اور حضور کے کار سے باہر تشریف لانے پر آپ کو خوش آمدید کہا۔ یہاں سے حضور مسٹر VOUSS کے ہمراہ میئر کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ حضور کی آمد کی اطلاع ملتے ہی فرنکفرٹ کے میئر ڈاکٹر موگ DR. MOOG نے دفتر سے باہر صدر دروازے پر حضور کو خوش آمدید کہا اور حضور و دیگر ممبران کو اپنے دفتر میں ہمراہ لے گئے۔ یہاں پر پہلے ڈاکٹر موگ حضور کو اپنے کمرے کے اس مخصوص حصہ میں لے گئے جہاں وہ اپنے معزز مہمانوں کو ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو کر خوش آمدید کہتے ہیں۔ چنانچہ میئر صاحب نے حضور کو مخاطب کر کے حضور کی فرنکفرٹ میں آمد پر آپ کو خوش آمدید کہا اور پھر فرنکفرٹ شہر کا تفصیلی تعارف کرواتے ہوئے ان باتوں کا بطور خاص ذکر کیا جن کی بدولت فرنکفرٹ شہر دنیا میں نہ صرف خاص اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے بلکہ پوری دنیا کی نگاہوں کا مرکز بن چکا ہے اور اسی لئے اس شہر کی تقریباً ۲۵٪ آبادی غیر ملکیوں پر مشتمل ہے اور اس میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ محترم میئر نے کہا کہ جوں جوں فرنکفرٹ میں تجارت اور دیگر کاروباری سرگرمیوں کا رجحان بڑھ رہا ہے غیر ملکیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا لازمی بات ہے اور ہم ان غیر ملکیوں کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ اپنی اس مختصر تقریر کے آخر پر محترم میئر صاحب نے یادگار کے طور پر ایک سٹیل کی پلیٹ حضور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی۔ اس خوبصورت گول پلیٹ پر فرنکفرٹ شہر کی اہم عمارات اور ٹاؤن ہال کی عمارت کندہ تھی۔ حضور نے شکریہ کے ساتھ اس پلیٹ کو قبول فرمایا۔

میئر صاحب کی تقریر کے جواب میں حضور نے جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔ حضور نے فرمایا کہ بدقسمتی سے آجکل مغرب میں دین حق کا جو تصور پیش کیا جا رہا ہے اور خود اہل مغرب بعض مسلمان سیاسی راہنماؤں کے عملی کردار اور اقدامات کو دین حق کی تعلیم سمجھ بیٹھے ہیں جو کہ درست نہیں۔ دین حق محبت اور امن کا مذہب ہے۔

احمدیت کے تعارف میں حضور نے فرمایا کہ احمدیت اور احمدیہ جماعت کو صرف پاکستان سے مخصوص کر دینا درست نہیں۔ جماعت احمدیہ دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں موجود ہے۔ اس میں دنیا کی مختلف قوموں اور ملکوں کے لوگ شامل ہیں اور مسلسل شامل ہو رہے ہیں۔ ہر ملک میں ہماری تعداد میں پہلے سے اضافہ ہو رہا ہے۔

آخر میں حضور نے میئر فرنکفرٹ کا شکریہ ادا کیا اور قرآن کریم کا جرمن ترجمہ اور اپنی کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا انگریزی ترجمہ اور صد سالہ جشن تشکر کی یادگار پلیٹ محترم میئر صاحب فرنکفرٹ کو بطور تحفہ پیش کی۔

اس تاریخی موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کے ہمراہ جماعت جرمنی کی طرف سے محترم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب امیر جماعت جرمنی۔ خاکسار عرفان احمد خان سیکرٹری امور خارجہ، جرمن نو احمدی بھائی مکرم طارق KUDDAT صاحب نمائندہ پریس سیکشن جماعت جرمنی بھی موجود تھے۔

حضور کی جوابی تقریر کے بعد چیف پروٹوکول آفیسر نے حضور ایدہ اللہ اور دیگر ممبران کو نشستیں پیش کیں اور کافی کے ساتھ تواضع کی۔ کافی کے دوران بھی حضور میئر کے ساتھ مختلف امور پر تبادلۂ خیال فرماتے رہے۔ دوران گفتگو میئر صاحب نے حضور کو بتایا کہ بیت النور فرنکفرٹ سے میرا ایک پرانا تعلق ہے جس سے آج کی اس ملاقات سے اعادہ ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بیت الذکر کی دس سالہ تقریب میں وہ اس وقت کے میئر مسٹر فائی کے ہمراہ شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میری سیاسی تربیت میں ڈاکٹر فائی کا بہت تعلق رہا ہے۔ وہ میرے والد کے بہت قریبی دوست ہونے کے ناطے مجھے بہت عزیز تھے۔ اور وہ بھی مجھے اپنے بہت قریب رکھتے تھے اور تقریبات میں اپنے ہمراہ لے کر جاتے تھے۔ چنانچہ بیت النور کی تعمیر کی دس سالہ تقریب میں مَیں ان کے ہمراہ شامل ہوا تھا۔ اس موقع پر محترم امیر صاحب جرمنی نے سابق میئر فرنکفرٹ ڈاکٹر فائی کے بیت النور سے گہرے تعلق کے بعض واقعات حضور کی خدمت میں عرض کئے (یاد رہے کہ بیت النور کی تعمیر کی دس سالہ تقریب سے ڈاکٹر فائی کے خطاب کی تصویر جرمنی کے صد سالہ سوینئر میں بھی شائع ہو چکی ہے)

محترم میئر صاحب کے ایک سوال کے جواب میں حضور نے ان کو بتایا کہ یہ سال ہماری جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کا سال ہے اور تمام جماعتوں کی خواہش ہے کہ اس تاریخی سال میں مَیں ان کے ہاں دورہ کروں اور ان کے صد سالہ فنکشن میں شامل ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ تمام جگہ ایک ہی سال میں جانا ممکن نہیں امسال میں ۴۰ ممالک میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس کا آغاز مَیں نے جرمنی سے کیا تھا۔ بعد میں مَیں امریکہ۔ کینیڈا اور مشرق بعید کے ممالک کا دورہ بھی کر چکا ہوں۔ اب میں سکنڈے نیویا کے ممالک کے دورے پر جا رہا ہوں واپس آ کر مَیں اللہ نے چاہا تو سپین اور پرتگال جاؤں گا اور اس طرح یہ سلسلہ سال کے آخر تک جاری رہے گا۔

فرنکفرٹ کے میئر حضور کی تمام تر گفتگو انتہائی دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سنتے رہے اور بہت سے امور پر اپنی رائے کا اظہار فرماتے رہے۔ ۱۲ بجکر ۳۵ منٹ پر حضور وہاں سے رخصت ہوئے۔ میئر صاحب موصوف حضور کو رخصت کرنے کی غرض سے اپنے دفتر سے تین فلور نیچے حضور کی کار تک تشریف لائے اور وہاں ہی ٹاؤن ہال کے بیرونی چبوترے پر کھڑے ہو کر ٹاؤن ہال کی تمام عمارات کا حضور کو تفصیلی تعارف کروایا اور بعض نئی تعمیرات جو جرمنی کے قدیم طرزِ تعمیر پر بنائی گئی ہیں ان کے بارے میں حضور کو تفصیلات سے آگاہ فرماتے رہے۔ اسی دوران ٹاؤن ہال کے علاقے میں موجود بہت سے سیاح حضور اور میئر فرنکفرٹ کی تصاویر اپنے کیمرے سے اتارتے رہے۔ روانگی سے قبل حضور نے اپنے محترم میزبان سے گرم جوشی سے مصافحہ فرمایا اور ان کے اس محبت بھرے سلوک پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ محترم میئر صاحب حضور کی روانگی تک حضور کی کار کے پاس موجود رہے اور حضور کی کار کے ٹاؤن ہال کی حدود سے رخصت ہو جانے پر اپنے دفتر میں واپس تشریف لائے۔

NORDENSTEDT نارڈن سٹیڈ کے میئر سے ملاقات:

جرمنی کا دورہ ختم کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ سکنڈے نیویا تشریف لے گئے۔ سکنڈے نیویا کیلئے روانگی کے دن حضور نے روانگی سے قبل ہیمبرگ سے ملحق ایک شہر نارڈن سٹیڈ ——

باقی صفحہ ۶ کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

مغربی لباس

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب کی مغربی لباس سے متعلق گفتگو کا حوالہ دیا (الفضل ۱۹ فروری ۱۹۹۰ء) جب حضور نے اسے علامانہ ذہنیت کا آئینہ دار قرار دیا تو محترم چوہدری صاحب نے بدلے ہوئے حالات اور اس لباس کی بین الاقوامی حیثیت کا ذکر کیا۔ نیز اس کے نسبتاً سستا ہونے کی بات بھی کی جس پر حضور نے فرمایا کہ ایسی صورت میں تو یہ قابلِ اعتراض نہیں۔ البتہ ٹائی لگانے کے متعلق مجھے تردد ہے کہ کہیں یہ صلیب کی علامت نہ ہو۔ اس پہ جناب چوہدری صاحب نے جو بات کہی وہ بہت ہی معقول اور قابلِ غور ہے کیونکہ اس کی بنیاد تاریخی حقائق پہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ٹائی صلیب کی علامت ہوتی تو یہودی قوم اسے کبھی نہ اپناتی۔ یہ ایسی دلیل ہے جس سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

اس گفتگو نے اسی قسم کی ایک بحث کی یاد تازہ کر دی جب کہ میرے کالج کے ایک پروفیسر صاحب نے، جو مغربی سوٹ پہنتے تھے ٹائی نہ لگاتے تھے، اس طرف توجہ دلانے پر ٹائی پہ اسی قسم کا اعتراض کیا۔ راقم نے انسائیکلو پیڈیا اور دیگر کتب کے مطالعہ کے بعد ٹائی کی بے ضرر سی تاریخ ان کی خدمت میں پیش کر دی۔ وہ ان تاریخی شواہد کے باوجود قائل تو نہ ہوئے مگر یہ مختصر سی تحقیق ہمارے علم میں اضافہ کا باعث ضرور بنی۔ اب وہ مقالہ تو گم ہو گیا ہے۔ اس لئے پھر سے ورق گردانی کی گئی اور اس مطالعہ کی بناء پر مندرجہ ذیل سطور لکھی جا رہی ہیں۔ جو شاید قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں۔

انسان ایک لمبے عرصہ تک لباس سے عاری رہا جس کی غالباً دو یا تین بڑی وجوہات تھیں۔ یعنی اس وقت کا محدود علم (جس میں ابھی نہ لباس کا تصور موجود تھا نہ یہ علم تھا کہ ایسی شئے کیسے بنائی جا سکتی ہے) محدود وسائل اور فطرت سے قربت کی خواہش۔ جب اسے جانوروں کی کھالیں میسر آنے لگیں تو اس نے ان سے تن ڈھانپنا شروع کیا۔ لباس انسان نے تین چار وجوہ کی بنا پر پہننا شروع کیا اور آج بھی غالباً اسی لئے پہن رہا ہے۔ ایک وجہ تو تھی موسم کی سختیوں سے جسم کی حفاظت۔ دوسرے شرم وحیا کا تقاضا۔ تیسرے تزئین و آرائش کا جذبہ اور چوتھی وجہ نمائش کے جذبہ کے تحت ایسا لباس زیب تن کرنا جس سے سوسائٹی میں مقام ظاہر ہو۔ ان چار وجوہ کے علاوہ بھی کچھ عوامل اثر انداز ہوتے رہے مثلاً جغرافیائی عوامل۔ جن میں صرف آب وہوا ہی شامل نہیں بلکہ ملکی وسائل بھی یعنی اس ملک میں لباس کی تیاری کے لئے کون سی شئے دستیاب ہو سکتی ہے مثلاً روئی یا سوتی دھاگہ کو ہی لے لیں۔ اس سے چین اور دیگر ایشیائی ممالک نے تو لباس کے سلسلہ میں بہت استفادہ کیا لیکن یورپ میں بہت بعد میں اسے لباس کی تیاری میں شامل کیا گیا۔ ایک اور بات جس نے لباس کو متاثر کیا وہ اس ملک کی ٹیکنالوجی تھی یعنی وہاں لباس تیار کرنے کے لئے کون سے طریق یا کونسی سہولیات میسر تھیں۔ لباس کی الٹ پلٹ اور کانٹ چھانٹ پہ تاریخ بھی اثر انداز ہوتی رہی مثلاً اگر جنگ چھڑ گئی تو اس کی ضروریات کے مطابق لباس بنانا پڑا۔ مگر جس چیز نے لباس پہ گہرے اثر مرتب کئے وہ تنوع کی خواہش اور نمائش کا جذبہ تھا جس نے نت نئے فیشن کو جنم دیا اور لباس ہر چند سال کے بعد بدلتا رہا۔

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ جب انسان نے سب سے پہلے لباس ڈیزائن کیا تو اس وقت بھی صرف حفاظت اور شرم وحیا کا جذبہ ہی کار فرما نہیں تھا بلکہ اوائل سے ہی نمائش کا جذبہ اثر انداز ہوتا رہا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ انسان کا سب سے پہلا لباس ایک کمر بند نما کھال کا چیتھڑا تھا جو اس نے اپنی کمر کے گرد لپیٹ لیا مگر اس کے ساتھ بھی اس نے پتھر یا دوسری لٹکنے والی اشیاء باندھ لیں تا وہ خوبصورت نظر آئے گویا نمود و نمائش کے علاوہ تزئین و آرائش کی خواہش بھی شروع سے ہی کار فرما رہی۔

لباس کا موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر انسائیکلو پیڈیا (جو بات مختصر اور جامع انداز میں پیش کرتا ہے) نے تقریباً بارہ صفحات لکھے ہیں۔ اس لئے ہم یہاں لباس کی تاریخ سے ہٹ کر صرف موضوع بحث ٹائی کی بات کریں گے اور دیکھیں گے کہ یہ کیسے اور کہاں سے آئی۔

لباس، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، حالات اور بدلتے ہوئے فیشن کے زیر اثر بدلتا رہا۔ مردانہ لباس میں دو باتیں خصوصیت سے نظر آتی ہیں۔ ایک تو کالر ہے جس کا سائز اور انداز بدلتا رہا اور دوسرے جھالر یا فرل (FRILL) کا استعمال ہے۔ اور یہ دونوں ٹائی کے پیش رو ہیں۔ چودھویں اور ساتویں صدی قبل مسیح کی بات ہے کہ امراء نے اپنی شان وشوکت کے اظہار کے لئے ایک ایسے لباس کو رواج دیا جو چغہ نما تھا اور جس کے ساتھ وہ جھالر نما رومال استعمال کرتے تھے اور یہی SCARF یا رومال ہمیں کافی دور تک دکھائی دیتا رہتا ہے۔ اہلِ فارس نے چھٹی صدی قبل مسیح میں ایک لمبے بازوؤں والا کوٹ ڈیزائن کیا۔ اس کے اوپر پہنے جانے والے اوورکوٹ کے ساتھ لمبے لمبے ٹائی نما ربن RIBBON لگائے گئے جو کہ شانوں پہ گرتے تھے۔ بارھویں تیرھویں صدی میں مشرقی ممالک میں جہاں پگڑی اور ریشمی لباس کا رواج ہوا وہاں گردن کے ساتھ ایک تکونہ رومال بھی استعمال کیا جانے لگا۔

قرونِ وسطیٰ میں گندھی ہوئی لیس LACE سے بنے ہوئے فیتے بطور زیبائش کے استعمال ہونے لگے۔ ان فیتے اور لیسوں کے ساتھ ساتھ قمیض یا کوٹ کے کالر بھی بدلتے رہے مثلاً سولھویں صدی عیسوی میں کوٹ کے ساتھ ایسی قمیض پہنی جانے لگی جس کا کالر بہت بڑا اور جھالر نما تھا۔ اسی صدی میں سپین کے زیر اثر لباس میں جس خصوصی شئے کا اضافہ ہوا وہ تھا RUFF (رف) یہ سوتی کپڑے سے بنا ہوا ایک جھالر نما گلوبند تھا جو کہ گردن کے گرد لپیٹا جاتا۔ آہستہ آہستہ اس کا سائز بڑھتا چلا گیا۔ اس کی بدلی ہوئی صورت ایک قسم کے کالر کی تھی جس کو کھڑا رکھنے کے لئے پہلے تار استعمال ہونے شروع ہوئے اور بعد میں کلف لگائی جانے لگی۔ اس قسم کا کالر شیکسپیئر یا ملکہ الزبتھ اوّل کی تصاویر میں نظر آئے گا۔

رف (RUFF) جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، کی ہیئت سترھویں صدی میں مزید بدل گئی۔ اب یہ جھالر نما فیتہ بن گیا جو کہ ٹائی سے کسی حد تک ملتا جلتا تھا۔ یہ فیتہ بھی دو قسم کا ہوتا یعنی عام آدمی کے لئے رف سیدھا سادا ہوتا لیکن ملکہ کے شاہسواروں کے لئے اس کے کنارے لیس سے بنائے جاتے۔ اٹھارھویں صدی میں ٹائی کے اس پیش رو رف میں ایک اور تبدیلی آئی یعنی اس نے CRAVAT کی شکل اختیار کر لی۔ یہ ایک رومال یا گلوبند تھا جس میں ایک گانٹھ اور بعد میں زیادہ گانٹھیں لگائی جاتیں۔ انیسویں صدی میں واسکٹ کے کالر بڑے کر دیئے گئے۔ اور ان پر CRAVAT باندھا جاتا۔ اب یہ اتنا نرم و ملائم رومال یا گلوبند نہیں رہا تھا بلکہ اس کو کلف لگا کے سخت کر دیا گیا تھا۔ اس صدی کے نصف میں مزید تبدیلی واقع ہوئی۔ اب واسکٹیں تو زیادہ رنگ برنگی ہو گئیں مگر CRAVAT قمیض کے کالر (جو علیحدہ کئے جا سکتے تھے) کے گرد پہنے جانے لگے۔ اور تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ ان لمبے رومالوں اور ان کی کئی گرہوں سے اکتا کر ۱۸۶۰ء کے لگ بھگ کریوٹ CRAVAT کو مختصر کر دیا گیا۔ اور اس کے باندھنے کے انداز کو آسان کرتے ہوئے ایک ہی گرہ پر اکتفا کیا گیا اور اس طرح ٹائی نے جنم لیا۔ جو آج بھی دنیا کے مختلف ملکوں میں بڑے اور چھوٹے لوگوں کی گردنوں کو دبائے ہوئے ہے اور نہ جانے کب تک گردن دبوچے رکھے۔

الغرض ٹائی کا کسی صلیبی جنگ سے یا صلیب سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ یہ محض زیبائش کیلئے ایک رومال کی صورت میں نمودار ہوئی جو اپنی ہیئت بدلتا رہا۔ کبھی یہ RUFF کی شکل میں تھا تو کبھی اس نے CRAVAT کی صورت اختیار کر لی۔ یعنی ٹائی شروع رومال۔ فیتہ۔ لیس۔ گلوبند قسم کی چیز سے ہوئی اور آج اسے ٹائی کی شکل دے دی گئی ہے۔ جس کا سائز گھٹتا بڑھتا رہتا ہے یعنی کبھی چوڑی ٹائی کا رواج ہو جاتا ہے تو کبھی یہ تنگیٔ داماں کا شکار ہو کر سمٹ سمٹا جاتی ہے۔ آج کل اس کی بھاگ دوڑ یہاں تک ہی محدود ہو کے رہ گئی ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ آج یہ نہ کسی خاص قوم نہ کسی خاص ملک سے مخصوص ہے بلکہ جیسے کہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب نے فرمایا اس کو مغربی طرز کے لباس کے ساتھ بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جو عرب بھی پہنتے ہیں ترک بھی زیب تن کرتے ہیں۔ ادھر ہم میں بھی پہنی جاتی ہے۔ اس لئے یہ تاثر قطعاً غلط ہے کہ ٹائی صلیب کا نشان ہے اور اس لئے اسے نوچ کے پھینک دینا چاہیئے۔ مگر اس مضمون سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ یہ کوئی ٹائی کا قصیدہ ہے اور مطلب اس سے ترغیب وتحریص ہے۔ نہیں قطعاً یہ بات نہیں۔ آپ لباس وہ پہنیئے جو آپ کو پسند ہو۔ اگر آپ مغربی لباس نہیں پہننا چاہتے تو ہرگز نہ پہنیئے۔ پاکستانی لباس بھی نہایت اچھا اور خوبصورت ہے۔ لیکن اگر آپ مغربی لباس اپنانا چاہیں تو آپ کو یہ تردد نہیں ہونا چاہیئے کہ کہیں ٹائی صلیب کا نشان تو نہیں۔ تاریخی شواہد ثابت کرتے ہیں کہ ٹائی کا صلیب سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رہا۔ یہ یا اس سے ملتی جلتی چیز لباس کا حصہ اس وقت بھی تھے جب کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اگر آپ کو ٹائی اچھی لگتی ہے تو ٹائی پہنئے اور شوق سے پہنئے۔ اور بغیر کسی تردد کے

خدام متوجہ ہوں

رمضان المبارک کے بابرکت ایام شروع ہو چکے ہیں۔ تمام خدام زیادہ سے زیادہ ان بابرکت ایام میں اپنا وقت عبادات میں صرف کریں۔ ان بابرکت ایام سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔

(شعبہ تربیت پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماسٹر سمیع اللہ صاحب

محترم صوفی نذیر احمد صاحب رحمانی

(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

محترم صوفی نذیر احمد صاحب رحمانی (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماتا رہے) کے متعلق محترم ماسٹر سمیع اللہ صاحب نے ۱۵ نومبر ۱۹۵۶ء کے الفضل میں تحریر کیا۔

محترم رحمانی صاحب مرنجاں مرنج بزرگ تھے۔ تقویٰ اور طہارت کا ایک چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ روحانیت میں سچ مچ انہیں بہت اونچا مقام حاصل تھا۔ وہ جہاں بھی رہے انہوں نے وہیں اپنی شرافت بزرگی اور خلوص کے نشان چھوڑے۔ مجھ سے ان کے تعلقات میرے زمانہ طالب علمی ہی کے تھے۔ میں خود ہی ان کا شاگرد نہیں ہوں۔ بلکہ میرے والد صاحب بھی ان کے شاگرد ہیں اور میں نے ہمیشہ اس پر بڑا فخر محسوس کیا ہے جن دنوں وہ ہمیں پڑھایا کرتے تھے یہ امر واقع ہے کہ لڑکے ان سے بہت انس رکھتے تھے۔ اس کی وجہ غالباً یہی تھی کہ سکول کی کتابوں کے علاوہ ہم نے ان سے شرافت اور دوسروں کے لیے بے پایاں ہمدردی کے اصول بھی سیکھے۔

اور پھر سکول ہی میں مجھے ان کے شریک کار بننے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اگرچہ یہ بہت ہی تھوڑا عرصہ تھا۔ ۱۹۶۵ء میں وہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں اپنی طویل علالت کے بعد ریٹائر ہو گئے تھے۔ تاہم میں نے ہی نہیں باقی اساتذہ نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھا۔ سارا دن پڑھانے کے بعد چھٹی کے وقت تھک کر جب سب لوگ سٹاف روم میں جمع ہوتے تو محترم رحمانی صاحب اشعار سنا کر ہماری تھکن کو دور کرتے۔ میں نے ہمیشہ ان کے حافظے پر رشک کیا۔

شعور ادب کا ایک نہایت ستھرا مذاق رکھتے تھے جن لوگوں نے ان کے اس مذاق سے فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ انہیں کبھی نہیں بھول سکتے۔ اردو اور فارسی کے سینکڑوں ہی اشعار انہیں یاد تھے۔ اور میں نے خود دیکھا ہے کہ مختلف تقاریر اور مقابلوں کے لیے بچوں کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے تقاریر لکھ کر دیں اور پہروں ان کی نوک پلک سنوارنے میں اپنا وقت صرف کیا۔

ہر وقت ان کی زبان پر مسنون دعائیں جاری رہتی تھیں۔ شاید ہی کوئی نماز ہو گی۔ جو انہوں نے باجماعت ادا نہ کی ہو۔ اکثر انہیں اندھیرے میں لالٹین ہاتھ میں پکڑے بیت الذکر کی طرف باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے جاتے دیکھا جاتا تھا۔

ان دنوں انہوں نے ریویو آف ریلیجنز کے لیے انگریزی میں مضامین کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ایک دو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن افسوس کہ انہیں اس خدمت کا زیادہ موقع نہ مل سکا۔

جب ان کی ریٹائرمنٹ پر سکول کی طرف سے انہیں الوداعی پارٹی دی گئی۔ طلباء اور اساتذہ کے سامنے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں تھے اور جذبات کی شدت کی وجہ سے ان پر رقت طاری تھی۔ اس حالت میں بھی انہوں نے کہا تو یہی کہا کہ "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری زندگی سلسلہ کی خدمت ہی میں صرف ہوئی۔ اور اس کے لیے میں سلسلہ کا ممنون ہوں۔"

احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ رحمانی صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے درجات بلند کرے۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

NORDENSTEDT کے میئر سے ملاقات کیلئے ٹاؤن ہال تشریف لے گئے۔ نارڈن سٹیڈ ہیمبرگ سے ۲۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک دوسرے صوبہ میں ایک اہم شہر ہے۔ ہیمبرگ سے قریب ہونے کی وجہ سے ہیمبرگ میں کام کرنے والے بہت سے واکر اس شہر میں رہائش پذیر ہیں۔ یہاں پر خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک فعال جماعت قائم ہے۔ جس کے صدر مکرم کولمبس خان صاحب ہیں۔

حضور ۱۰½ بجے بیت فضل عمر ہیمبرگ سے معہ قافلہ روانہ ہوئے اور ۱۱ بجے سے قبل نارڈن سٹیڈ پہنچ گئے۔ جہاں صدر جماعت کی معیت میں احباب جماعت نے حضور کا استقبال کیا۔ اس موقعہ پر احمدی خواتین بھی اپنے امام کی جھلک دیکھنے کے لئے موجود تھیں۔ حضور معہ اپنے وفد کے ٹاؤن ہال میں تشریف لے گئے۔ جہاں شہر کے میئر مسٹر وولکر شمٹ VOLKER SCHMIDT نے حضور کا استقبال کیا اور اپنے ملاقات کے کمرہ تک رہنمائی کی۔ ملاقات کے کمرہ میں سب حاضر احباب کے اپنی اپنی نشست پر بیٹھ جانے کے بعد مسٹر شمٹ نے دوبارہ کھڑے ہو کر مختصر تقریر کی اور حضور کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج اسوقت جبکہ میں آپ کو اپنے اس ملاقات کے کمرے میں موجود پا کر خوشی محسوس کر رہا ہوں عین اس وقت ایک ایشین ملک کے سربراہ جرمنی کے صدرِ مملکت کے ساتھ ملاقات کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملکوں کے لیڈر ہوں یا قوموں کے لیڈر ان کی آپس کی ملاقاتیں دنیا میں امن کے قیام کے لئے مثبت نتائج کی آئینہ دار ہونی چاہئیں۔ اپنی تقریر کے آخر میں انہوں نے حضور کو شہر نارڈن سٹیڈ سے متعلق تعارفی کتاب بطور تحفہ پیش کی اور کتاب کے پہلے صفحہ پر درج ذیل عبارت اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائی:-

"DEDICATED TO HAZRAT MIRZA TAHIR AHMAD.... ....IN MEMORY TO HIS VISIT TO NORDENSTE-DT WITH THE BEST WISHES FOR PEACE IN THE WORLD

V. SCHMIDT
MAYOR
NORDENSTEDT
18 SEP. 89

ترجمہ: حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ الرابع) کی خدمت میں ان کے دورہ نارڈن سٹیڈ کی یاد میں امن عالم کی بہترین خواہشات کے ساتھ

وی. شمٹ
میئر
نارڈن سٹیڈ
۱۸ ستمبر ۱۹۸۹ء

حضور نے اپنی جوابی تقریر میں میئر کا شکریہ ادا کیا اور احمدیت اور جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروانے کے بعد حضور نے ڈاکٹر شمٹ کو قرآن کریم کا جرمن ترجمہ۔ حضور کی کتاب مذہب کے نام پر خون کا انگریزی ترجمہ اور صد سالہ جشن تشکر کی یادگار پلیٹ تحفۃً پیش کی۔ جس کو میئر نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

بعد ازاں تمام مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی جس کے بعد حضور میئر کے کمرہ سے ملحق بالکونی میں تشریف لائے اور وہاں سے شہر کا نظارہ فرماتے رہے جو انتہائی دیدہ زیب تھا۔ وہاں بھی گفتگو کے دوران محترم میزبان کے پوچھنے پر حضور نے اپنی مصروفیات۔ دورہ جات اور جماعتی تنظیمی ڈھانچہ اور اس کے لائحہ عمل کے بارے میں ان کو آگاہ فرمایا ہر احمدی کے اپنے امام کے ساتھ اس قدر گہرے تعلق پر وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے جس کا اظہار انہوں نے حضور کی وہاں سے روانگی کے بعد احمدی دوستوں سے کیا۔

حضور کا ٹاؤن ہال میں تشریف لے جانا اور شہر کے میئر سے ملاقات کرنا نارڈن سٹیڈ کی مقامی احمدی جماعت کے لئے ایک تاریخی اہمیت کا موقعہ تھا۔

میئر کے ساتھ ملاقات میں درج ذیل احمدی دوستوں کو حضور کے ہمراہ وہاں جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مکرم منیر جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت جرمنی۔ مکرم محمد شریف خالد نائب امیر جرمنی۔ مکرم عبد الباسط طارق مربی سلسلہ ہیمبرگ۔ مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ مکرم کولمبس خان صاحب صدر جماعت احمدیہ نارڈن سٹیڈ۔ خاکسار عرفان احمد خان سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ جرمنی اور مکرم طارق KUDDAT صاحب نمائندہ پریس سیکرٹری جماعت جرمنی۔

تحریک جدید (و) لجنہ اماء اللہ

گذشتہ عرصہ میں جماعتِ احمدیہ پر خدا تعالیٰ نے جو بے حد احسانات فرمائے ہیں وہ سب تحریکِ جدید کا ثمر ہیں۔ اس کے کاموں میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی ہے۔ جو کہ متقاضی ہے کہ ہمارے وعدہ جات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو۔ معاونینِ خصوصی کی تعداد میں اضافہ کریں۔ اور ہر فرد کو اس بابرکت تحریک میں شامل کریں۔ رمضان المبارک میں ادائیگی کی طرف بھی خصوصی توجہ کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(سیکرٹری تحریک جدید لجنہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھیل اور کھلاڑی

جہاں تک کھیلوں کا تعلق ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے دواؤں کی طرف اس لئے توجہ پیدا نہیں ہوتی کہ کھیلوں میں تو صحت مند لوگ ہی حصہ لیتے ہیں۔ لیکن ایسا بھی تو ہوتا ہے۔ کہ کھیلتے ہوئے چوٹ لگ جائے اور فوری طور پر علاج کی ضرورت پیش آئے۔ اسی سلسلے میں ۱۲ مارچ کو پاکستان میں انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی کے زیرِ اہتمام ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ ۱۲ نمائندے بیرونی ممالک سے تھے اور باقی پاکستان کے رہنے والے۔ ڈاکٹر نشاط ملک جو اس کورس کے ڈائریکٹر ہیں نے کہا کہ ۴۰ نمائندے پاکستان کے ہیں اور ۱۲ بیرونی ممالک کے اور یہ کورس اپنی قسم کا پہلا کورس ہے۔ جو برِصغیر میں سیمینار کی صورت میں منعقد کیا گیا ہے۔ جہاں تک پاکستانی نمائندوں کا تعلق ہے وہ پی آئی اے پاکستان کسٹمز۔ پاکستان ہاکی فیڈریشن بورڈ آف کنٹرول فار کرکٹ ان پاکستان نیشنل بینک پاکستان سائیکلنگ فیڈریشن پاکستان سپورٹس بورڈ پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن اور اسی طرح بعض دیگر انجمنوں کے نمائندے تھے ان کے علاوہ اولمپئن شہناز شیخ اور پاکستان جونیئر ہاکی ٹیم کے مینجر سمیع خان نے بھی اس کورس میں شرکت کی۔ ڈاکٹر ملک نے بتایا کہ سرکردہ میڈیکل ڈاکٹرز اور فزیوتھراپسٹ ڈاکٹر محمد علی شاہ ڈاکٹر اعجاز وہرہ اور ڈاکٹر سیف کمال نے اس کورس کے سلسلے میں ضروری مدد بہم پہنچائی۔ ڈاکٹر ملک انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی اور پاکستان کے درمیان رابطہ ہیں۔ اس کمیٹی نے ۱۵ ہزار امریکی ڈالر سیمینار کے لئے دیئے ہیں۔ سارے کورس کے لئے ۴۸ ہزار امریکی ڈالر کی ضرورت ہو گی۔ باقی ماندہ رقم احباب سے چندے کے طور پر وصول کی جائے گی۔

اس کورس میں کوچ بھی شامل تھے اور پروفیشنل مینجر بھی اور اسی طرح ڈاکٹروں نے بھی اس میں بھرپور حصہ لیا۔ ان ڈاکٹروں نے کھیل کے سلسلے میں مختلف مواقع پر جس طرح ادویہ کی یا علاج کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسکی وضاحت کی۔ اس سیمینار کی رپورٹیں انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی کو بھیجی جائیں گی۔

○ سکواش کی دنیا میں برٹش اوپن سکواش ٹورنامنٹ اسی طرح غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے جس طرح ٹینس میں ومبلڈن ٹورنامنٹ ایک خاص مقام کا حامل ہے۔ یہاں قائم کئے گئے ریکارڈ خاص مرتبہ کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔ برٹش اوپن کی ریکارڈ بک میں مسلسل آٹھ سال تک فائنل جیت کر جہانگیر خان نے گذشتہ سال عالمی ریکارڈ برابر کر دیا تھا۔ اگر اس دفعہ بھی یعنی نویں مرتبہ بھی جہانگیر خان یہ اعزاز حاصل کر لیتا ہے۔ تو سکواش کی تاریخ میں جہانگیر خان بلاشبہ امر ہو جائے گا۔ جہانگیر خان کو چند ہفتوں بعد منعقد ہونے والے ٹورنامنٹ میں سب سے زیادہ خطرہ اپنے آسٹریلوی حریفوں کرس ڈٹمار اور روڈنی رابرٹسن کی بجائے اپنے ہم وطن جان شیر خان سے ہے۔ جس نے ماضی قریب میں چند ٹورنامنٹ جیت کر جہانگیر خان کو ایک بار پھر مشکل میں ڈال دیا ہے۔

○ سب سے زیادہ رنز بنانے کی عالمی دوڑ میں شریک آسٹریلیا کے کرکٹ کے کھلاڑی ایلن بارڈر اور ویسٹ انڈیز کے ویوین رچرڈز کے ہمراہ پاکستان کے سٹار بیٹسمین جاوید میانداد بھی شامل ہیں اور اہل وطن کو ان سے بڑی امیدیں بھی وابستہ ہیں۔ لیکن ان کی کمر درد کا عارضہ کرکٹ کے ہر شیدائی کیلئے پریشانی پیدا کر رہا ہے۔ معلوم نہیں جاوید میانداد کو کسی نے ہومیو پیتھی طریقِ علاج کے بارے میں بتایا ہے یا نہیں۔ کیونکہ عالمی شہرت کے حامل اس کھلاڑی کی بیماری ہر پاکستانی کیلئے باعثِ تشویش ہے۔

○ کرکٹ اور سکواش اور ٹینس سمیت دنیا کے بہت سے کھیل ایک عرصہ سے پروفیشنل کھیل بن چکے ہیں۔ پروفیشنل کھیل کا مطلب یہ ہے کہ کھیلنے والا کھلاڑی اپنے کھیل کا معاوضہ حاصل کرتا ہے۔ اس کا پیشہ اس کا کھیل ہی ہوتا ہے اور وہ ذاتی کارکردگی کے حوالے سے جتنی چاہے ترقی کر لیتا ہے اور عموماً ایسے کھلاڑی جو ناموری اور شہرت حاصل کرتے ہیں اسکے ساتھ ساتھ وہ بھرپور معاوضہ بھی حاصل کرتے ہیں اور کروڑوں روپے کے مالک بنتے ہیں۔ لیکن ہاکی ان کھیلوں میں سے ایک ہے جو پروفیشنل نہیں ہوتے۔ یعنی اس کے کھیلنے والوں کو فی میچ ہزاروں روپے کا معاوضہ نہیں ملتا۔ بہرنان پروفیشنل کھیل ہے۔ اسکے کھلاڑی لکھ پتی یا کروڑ پتی نہیں ہوتے۔ ان کے حصے میں صرف شہرت اور ناموری آتی ہے ان کا بینک بیلنس خالی رہتا ہے۔ اب یہ مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے کہ ہاکی کو بھی پروفیشنل بنایا جائے۔ اندازہ لگائیں کہ ہاکی کے سب سے بڑے سٹیڈیم یعنی لاہور میں ۷۰/۸۰ ہزار تماشائیوں نے میچ دیکھا۔ دنیا کے کئی ممالک میں میچ براہ راست دکھایا گیا۔ بے شمار کاروباری اداروں نے اشتہارات دیئے غرض کہ لاکھوں روپیہ اکٹھا ہوا مگر کھلاڑیوں کو کیا ملا۔ صرف شاباش یا اظہار افسوس!!!

اخبار احمدیہ

سانحہ ارتحال

محترمہ سردار بی بی صاحبہ زوجہ مکرم مرزا خان صاحب دو دن کی مختصر علالت کے بعد بعمر تقریباً ۹۰ سال ۶ مارچ بروز منگل ادرحما ضلع سرگودھا میں وفات پا گئیں۔

موصوفہ موصیہ تھیں۔ ان کا جسد خاکی ۷ مارچ کو بذریعہ ویگن ربوہ لایا گیا۔ اسی یوم مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المبارک میں بعد نماز ظہر نماز جنازہ پڑھائی موصوفہ کو امانتاً قبرستان عام میں دفن کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق نے دعا کروائی۔ موصوفہ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم محمود احمد صاحب منیب مربی سلسلہ کی پھوپھی تھیں۔

ولادت

○ مکرم طاہر احمد صاحب ناصر (ویلکم ٹیلرز) ابن مکرم محمد اشرف صاحب (دارالرحمت شرقی ب) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۰ء کو بیٹی کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود جس کا نام شرجیل احمد طاہر تجویز ہوا ہے مکرم عبدالرشید صاحب طاہر آباد ربوہ کا نواسہ ہے۔

اعلان نکاح

○ عزیزم رضوان لطیف صاحب ابن مکرم عبداللطیف صاحب شرما (حیدر آباد) کا نکاح ہمراہ عزیزہ عائشہ گل صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد احسن خان صاحب راولپنڈی مبلغ پچیس ہزار حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے بیت المبارک میں بعد نماز مغرب مورخہ ۲۳ مارچ ۹۰ء کو پڑھا عزیزم رضوان لطیف مکرم شیخ عبدالرحیم صاحب شرما کے پوتے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مثمر بثمرات حسنہ کرے۔

تقریب شادی

○ عزیزہ امۃ الشکور صاحبہ بنت مکرم حکیم محمد افضل فاروقی صاحب (اوچ شریف) کا نکاح مکرم عبداللطیف خان صاحب تنکرانی ولد محمد عبدالمجید خان صاحب تنکرانی کے ساتھ بعوض حق مہر ایک لاکھ روپے مکرم محمد حسین صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ ۵ مارچ ۱۹۹۰ء کو پڑھا۔ نکاح کے بعد رخصتانہ عمل میں آیا۔

○ عزیزہ مقبول بیگم صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر عمرالدین صاحب سدھو کا نکاح ہمراہ چوہدری منظور احمد صاحب ابن چوہدری نذیر احمد صاحب کاہلوں آف برطانیہ مورخہ ۱۰ فروری کو بعد نماز عصر بیت الناصر دارالرحمت غربی میں مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے بعوض چار ہزار سٹرلنگ پونڈ پڑھا۔ رخصتانہ مورخہ ۱۲ فروری کو ہوا۔ اور ۱۳ فروری کو ایوانِ محمود میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توسیع اشاعت

مندرجہ ذیل احباب وخواتین نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ قارئین انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

۱۔ محترمہ مسعودہ شاہدہ صاحبہ صدر لجنہ ناروے ۲۰۰/-
۲۔ محترمہ صالحہ قانتہ صاحبہ امریکہ ۵۰/-
۳۔ مکرم قائد صاحب ضلع خوشاب بحساب لجنہ خوشاب ۲۷/-
۴۔ مکرم قاضی بشیر احمد صاحب کھوکھر نذیرہ بیگم عباسی شیخوپورہ ۳۰۰/-
۵۔ مکرم ڈاکٹر شیخ شریف احمد صاحب کراچی ۲۰۰/-
۶۔ مکرم عبدالرشید صاحب سملاٹری کراچی ۲۰/-
۷۔ مکرم چوہدری زاہد محمود صاحب کراچی ۵۰/-
۸۔ مکرمہ بشریٰ حمید اہلیہ حمید الدین احمد صاحب اختر ۹/۳، دار العلوم غربی ربوہ ۲۰۰/-
۹۔ محترمہ امتہ الحی صاحبہ اہلیہ نذیر احمد صاحب میرپور آزاد کشمیر ۱۰۰/-
۱۰۔ ” شاہد شکور بیگم صاحبہ میکلوڈ روڈ لاہور ۱۰۰/-
۱۱۔ مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب ۸/۶، دار الرحمت غربی ربوہ ۵۰/-
۱۲۔ محترمہ امتہ القیوم ناصر صاحبہ اہلیہ ملک ناصر احمد صاحب مجوکہ ملتان چھاؤنی ۱۰۰/-
۱۳۔ ” والدہ ذر تشت منیر احمد خان صاحب منجانب خان بشیر احمد خان صاحب والد ذر تشت منیر احمد صاحب ۵۰۰/-

بقیہ از صفحہ ۱ سے آگے

شروع کیا۔ تھوڑا اور اتر کر نیچے دیکھا تو زمین اور بھی نزدیک نظر آئی۔ کہنے لگا بات یہ ہے کہ گائے کی قربانی بھی زیادہ ہے اس لئے گائے نہیں بکری ضرور دوں گا۔ یہ کہہ کر تھوڑا اور نیچے اترا۔ اب وہ دو تہائی کے قریب اتر چکا تھا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ جب زمین بالکل قریب نظر آئی تو ڈھارس بندھ گئی اور کہنے لگا دراصل اتنی سی بات کے لئے بکری کی قربانی بھی زیادہ ہے۔ اس لئے میں بکری تو نہیں مرغی ضرور دوں گا۔ یہ کہہ کر پھر اترنا شروع کیا۔ تھوڑا اتر کر جو نیچے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب زمین تو ایک چوتھائی سے بھی کم رہ گئی ہے۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا اور کہنے لگا بھلا اتنی سی بات کے لئے کوئی مرغی قربان کرتا پھرتا ہے۔ قربان ہی کرنا ہے تو ایک انڈا کافی ہے۔ یہ کہہ کر پھر اترنے لگا اور جب اس کے قدم زمین پر لگے تو اسے انڈے کی قربانی بھی بوجھل معلوم ہوئی۔“

(خطاب ۷ مئی ۱۹۴۷ء)

خبریں

ملکی خبریں

○ صدر غلام اسحاق خان نے واضح الفاظ میں کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت کشمیری عوام کو ان کے تسلیم شدہ حق سے بزور طاقت محروم کر رہا ہے لیکن اسے تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آزادی کی تحریکوں کو طاقت کے زور پر روکا نہیں جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کے مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ کشمیری عوام کو اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا حق دیا جائے۔ پاکستان اسکے لئے آواز بلند کرتا رہے گا اور ان حقوق کی بازیابی کے لئے عالمی ضمیر کو جھنجھوڑتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری عوام کا پاکستان کے ساتھ گہرا رشتہ ہے اور وہ اس قوم کا حصہ ہیں۔ جنہوں نے ۵۰ سال قبل پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا۔ ۲۳ مارچ کی اس تقریر میں صدر نے اپنے خطاب میں پاکستان کی مشرقی اور مغربی سرحدوں کی صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ہمسایہ بھارت اپنی فوجی قوت میں بے پناہ اضافہ کر کے علاقے میں بے چینی پیدا کر رہا ہے۔ جبکہ پاکستان ہر قسم کی جارحیت، توسیع پسندی اور دوسروں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے خلاف ہے۔ تاہم اس کی افواج دشمن کے ہر قسم کے جارحانہ عزائم کو پوری طرح ناکام کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ سری لنکا میں گیارہ افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ ان کا تعلق باغیوں سے ہے۔ اور ان کو سرکاری فوج نے ہلاک کیا ہے۔

○ نیویارک کے ایک نائٹ کلب میں آتش زدگی سے ۸۷ افراد ہلاک ہو گئے۔ بیشتر افراد دم گھٹنے سے ہلاک ہوئے

○ سوویت یونین کی فوج لتھوانیا میں داخل ہو گئی ہے چند دن قبل اس روسی ریاست نے روس سے علیحدگی کا اعلان کیا تھا۔

○ انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کی مذمت کرتے ہوئے ایمنسٹی کے وفد کو مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرنے کی اجازت دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

شاہی طبیب حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

○ گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ ○ ربوہ فون ۹۰۶
○ قلعہ کالروالا ○ ملتان ○ کراچی

پتہ

CURATIVE TIME

کیوریٹو ٹائم

برائے رمضان المبارک

کیوریٹو کلینک و دفاتر صبح ۷ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک کھلے رہیں گے۔ جمعۃ المبارک کو تعطیل ہوگی۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) ربوہ

فون: ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

کوئی بچہ بھی میٹرک سے کم تعلیم کا نہ ہو

ضرورت سیلزمین

دو سیلزمینوں کی ضرورت ہے۔ عمر ۲۵ سال کے قریب اور تعلیم میٹرک ہو۔ معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ اپنی درخواستیں امیر یا صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں یا خود ملیں۔

میاں بھائی (پاکستان) ۱۰ منٹگمری روڈ۔ لاہور فون ۲۲۳۳۶۲ ۲۲۳۳۶۳